بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

رجسٹرڈ ای۔ پی نمبر ۸۶۱

بدر ہفت وار قادیان

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

فی پرچہ ۲/

ایڈیٹر:۔ برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت:۔ ۷۔ ۱۴۔ ۲۱۔ ۲۸۔

نمبر ۲۲	۱۴ ماہ ظہور ۱۳۳۱ ہش ۔ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۱ ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء	جلد ۱

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

بحر و بر میں آگ!

لگ رہی ہے جہان بھر میں آگ ۔۔۔ گھر میں ہے آگ رہ گذر میں آگ

بھائی بھائی کی جان کا بیری ۔۔۔ لب پہ ہے صلح اور بر میں آگ

دشمنی کی چلی ہوئی ہے رَو ۔۔۔ بات میٹھی ہے پر نظر میں آگ

کس پہ انسان اعتبار کرے ۔۔۔ زور میں آگ ہے تو زر میں آگ

مٹی پانی کا ایک پتلا تھا! ۔۔۔ بھر گئی کیسے؟ پھر بشر میں آگ

ابن آدم کو لگ گیا کیا روگ ۔۔۔ آگ ہے دل میں اور سر میں آگ

کیسے نکلی ہے نور سے یہ نار! ۔۔۔ باپ میں نور تھا پسر میں آگ

کھا رہی ہے جحیم دنیا کو ۔۔۔ شہر میں آگ ہے نگر میں آگ

ان کو جنت سے واسطہ ہی کیا ۔۔۔ ہو لگی جن کے بام و در میں آگ

بن نہ بدخواہ تو کسی کا بھی ۔۔۔ خیر میں ثلج ہے تو شر میں آگ

ابرِ رحمت خدا ہی برسائے ۔۔۔ ہے بھڑک اٹھی بحر و بر میں آگ

(الفضل)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

اخبارِ قادیان

۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اپنے نجی کام کے سلسلہ میں ۷ اگست کو چند روز کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔

۲۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ دہلی سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور صاحبزادہ صاحب کی غیر حاضری میں بطور قائم مقام ناظر دعوت و تبلیغ و ناظر بیت المال بھی کام کر رہے ہیں۔

۳۔ مورخہ ۴ اگست کو مولوی محمد صادق صاحب ناقد متعلم جامعۃ المبشرین کے ہاں دوسرا لڑکا تولد ہوا۔ خدا تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

۴۔ مورخہ ۱۰ جولائی بوقت ساڑھے سات بجے شب آنریبل سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس پنجاب قادیان تشریف لائے۔ مکرم ناظر صاحب امور عامہ اور لوکل انجمن احمدیہ کے سیکرٹریان نے گیسٹ ہاؤس میں آپ سے ملاقات کی۔ آپ اگلے روز ۱۱ جولائی کو جموں کے لئے روانہ ہو گئے۔

۵۔ مورخہ ۱۱/۷/۵۲ کو جناب سردار صاحب احمدیہ وفد کو جو مکرم ناظر صاحب اعلیٰ و مکرم ناظر صاحب امور عامہ پر مشتمل تھا باقاعدہ وقت کا موقعہ دیا۔ ملاقات کے دوران میں بعض ضروری امور جو جماعت سے تعلق رکھتے تھے جناب سردار صاحب کی خدمت میں پیش کئے گئے جن پر ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ جناب سردار صاحب نے فرمایا۔

۵۔ اطلاع ملی ہے کہ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ سلسلہ کلکتہ کے ہاں ۲۹/۷/۵۲ کو فرزند تولد ہوا۔ نومولود مکرم مولوی صاحب کا چوتھا فرزند ہے۔ اللہ تعالیٰ مولود کو لمبی عمر والا اور خادم دین بنائے۔ آمین

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

اخبار الفضل کی اطلاع کے مطابق ربوہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں:۔

۳۱ جولائی۔ گھٹنوں میں درد ہے۔
یکم اگست۔ طبیعت کچھ خراب ہے۔
۳ اگست۔ طبیعت بہت خراب ہے۔
۴ اگست۔ ابھی گرمی دانوں سے سارا بدن چھلنی ہو رہا ہے۔ نیز پاؤں کے انگوٹھے میں بھی درد کی تکلیف شروع ہے۔ ۵ اگست۔ اگرچہ طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ لیکن گھٹنوں میں ابھی ہلکی ہلکی درد ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔

پیامِ مہجور

از مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

نہ ربط اُن سے نہ یاری آسماں سے
تو لائی جائے پھر نصرت کہاں سے

ہمارا شغل ہے بس آہ و زاری
بچھڑ کر جب سے آئے قادیاں سے

قلم سے یا کلم سے کام ہو گا
عبث ہے کھیلنا سیف و سناں سے

ہوا ہے نرغۂ احزاب ہر چند
مگر محفوظ ہیں ہم ہر زیاں سے

خدا کا فضل ہو جب شاملِ حال
تو حل ہوتی ہے ہر مشکل وہاں سے

صلوٰۃ و صبر سے ہے کامیابی
نہ گھبرا چند روزہ امتحاں سے

توکّل ہو جب اللہ پر تو مومن
بچا رہتا ہے ہر جورِ بُتاں سے

یہ کفری ظلمتیں کافور ہوں گی
ضیاء پھیلے گی بدرِ قادیاں سے

مسیحائے محمدؐ کا ہے فیضان
کہ یورپ بھی مشرف ہے اذاں سے

وہ خود ہیں منکرِ ختمِ نبوّت
نبی عیسیٰ اتاریں آسماں سے

نبی جو مستقل اُمّت میں آیا
نبی کہلائیگا آخر زماں سے

بروزی رنگ میں پا کر کمالات
نہیں کچھ فرق ہوتا این و آں سے

محمدؐ کی نبوت ہی ہے دائم!
وہی ہے جلوہ پیرا ہر زماں سے

الٰہی تیرے درویشوں کی ہو خیر
رہیں محفوظ شرِ دُشمناں سے

مزارِ پاک پہ جائیں تو اکمل
نہ بھولے آپ کے قلب و زباں سے

درخواستِ دعاء

بندہ عرصہ دراز سے بعض موذی امراض میں مبتلاء چلا آتا ہے۔ اور بعض مالی مشکلات کا بھی سامنا ہے۔ نیز میری اہلیہ بھی گوناگوں امراض کی شکار رہ کر بہت کمزور ہو گئی ہے۔ تمام احباب سے جملہ امور کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(سید منظور احمد احمدی سونگھڑ دی۔ اڑیسہ)

اظہارِ تعزیت

مکرم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر اخبار الفضل کا بچہ بعمر سوا دو سال صرف ایک رات بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خدا تعالیٰ خواجہ صاحب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور نعم البدل عطا فرمائے۔ اور آپ کی جملہ مصائب و مشکلات کو دور فرمائے۔ آمین۔

صدر صاحبان مقامی اور سیکرٹریان تعلیم فوری طور پر متوجہ ہوں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے مختلف اوقات میں احباب کو کتب سلسلہ کے مطالعہ اور امتحان کا انتظام ہوتا رہا ہے۔ اب بھی احباب کو بذریعہ خطوط و بذریعہ بدر اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ کہ ۱۴ ستمبر ۱۹۵۲ء کو کتاب نور القرآن حصہ دوئم اور توضیح مرام کا امتحان ہوگا۔ امتحان میں شامل ہونے کی احباب کو پُر زور تحریک کر کے شامل ہونے والے افراد کی فہرست نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ تاکہ احباب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی تعمیل کر کے احمدیت کی صحیح تعلیم سے واقف ہو کر خدمتِ دین کر سکیں۔ لیکن افسوس کہ سوائے ایک جماعت کے باقی جماعتوں کی طرف سے کوئی ایسی فہرست موصول نہیں ہوئی۔ اب امتحان کی تاریخ قریب ہے۔ لہذا اس طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

امید ہے کہ جملہ صدر صاحبان مقامی اور سیکرٹریانِ تعلیم و تربیت جلد از جلد فہرستیں نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرما دیں گے۔ اسی طرح مجالس لجنہ اماء اللہ سے بھی شامل ہونے والی مستورات کی فہرست جلد از جلد بھجوا کر ممنون فرما دیں گے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

درخواستِ دعاء

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد اپنے کاروباری مشکلات کے ازالہ اور جناب سیٹھ عبدالحی یادگیری اپنی بیماری سے شفایابی اور اپنے کاروبار میں ترقی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(مرزا محمود احمد بیگ درویش)

اعلانِ نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹/۷/۵۲ کو بعد نماز عصر مکرم عبد السلام صاحب حبتہ پسر حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کا نکاح مکرمہ نعیم آرا بیگم صاحبہ بنت شیخ صالح محمد صاحب ممباسہ مشرقی افریقہ سے بعوض تین ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

جو خاتم النبیین کا منکر ہے وہ یقیناً اسلام سے باہر ہے

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اے عزیزو! آج کل احمدی اور احراری جھگڑے میں ایک طوفان بے تمیزی اُٹھ رہا ہے اور جن لوگوں کا اس اختلاف سے دور کا بھی تعلق نہیں وہ بھی سنی سنائی باتوں پر کان دھر کے اشتعال میں آ رہے ہیں۔ اور غلط رائے قائم کر رہے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ ایسا نہیں کہ صرف اظہار غضب سے اسے حل کیا جا سکے۔

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احترام کا سوال ہو تو کم از کم اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو سامنے رکھنا چاہیئے کیونکہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آپؐ کے احترام کے لئے جان دینے کا دعویٰ کرتا ہو۔ لیکن اس غرض کے لئے وہ کام کرتا ہو جنہیں آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ باتیں کرتے ہیں۔ تو غلط بیانی کرتے ہیں اور جب کسی سے اختلاف ہوتا ہے۔ تو گالی گلوچ پر اُتر آتے ہیں مگر مومنوں کو ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔

اب آپ لوگ خود ہی دیکھ لیں کہ کیا احمدیت کے خلاف تقریریں کرنے والے جن کی تقریریں آپ نے سنی ہیں۔ اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ نہیں۔ کیا جب وہ یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ فساد نہ کرو۔ تو کیا آپ پر یہی اثر ہوتا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ فساد نہ کرو۔ یا اس کے نتیجہ میں بہت سے بچے اور چند نوجوان فوراً جلوس بنانے اور گلیوں میں احمدیوں کے خلاف شور مچاتے پھرتے ہیں۔ اور بعض پرائیویٹ مجالس میں احمدیوں کے قتل اور بائیکاٹ کے منصوبے کرنے لگ جاتے ہیں۔ اگر یہ مقرر واقعہ میں امن کی تعلیم دیتے ہیں۔ تو اس کا الٹا اثر کیوں ہوتا ہے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ سامعین بین السطور مطلب ان تقریروں کا یہی سمجھتے ہیں۔ کہ مقرر کہتا ہے۔ کہ ہمیں قانون کی زد سے آزاد رہنے دو۔ اور خود جاکر جو نقصان احمدیوں کا ہو سکتا ہے کرو۔ اسی طرح جو الفاظ وہ میری نسبت یا چوہدری ظفر اللہ خان کی نسبت یا باقی جماعت احمدیہ کے متعلق بولتے ہیں۔ کیا وہ گالی گلوچ کی مد میں نہیں آتے۔ اور کیا یہ سچ نہیں کہ ان لوگوں کی طرف سے جو جلوس مختلف جگہوں پر نکالے گئے۔ ان میں چوہدری صاحب کو نہایت ناپسندیدہ طور پر پیش کیا گیا۔ اور ایک کتا پکڑ کر اُسے ظفر اللہ خان ظاہر کیا گیا۔ اور اس پر جوتیاں لگائی گئیں۔ کیا یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق کہ جب وہ جھگڑتا اور مخالفت کرتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔

اے اسلام کی غیرت رکھنے والو! اور اے وہ لوگو جن کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذرا بھی عشق ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا آپ ایک منٹ کیلئے بھی یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ ان مجالس اور ان جلوسوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند کر سکتے تھے، کیا اگر کوئی دشمن ایسے جلوس کا نقشہ کھینچکر یہ کہے۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے کسی جلوس کو پسند فرمایا تھا۔ تو آپ کے جسم پر لرزہ طاری نہ ہو جائے گا؟ کیا آپ اسے غلط بیانی والا نہیں کہیں گے؟ پھر آپ یہ کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی تقریریں کرنے والے اور ایسے جلوس نکلوانے والے احترام رسولؐ کی خاطر ایسا کر رہے ہیں۔ کیا سچ جھوٹ سے قائم ہوتا ہے۔ کیا احترام اور اعزاز گالی گلوچ کے ذریعہ سے قائم کیا جاتا ہے۔ کیا یہ نظاہرات دنیا کی نگاہ میں اسلام کی عزت کو بڑھانے والے ہیں یا گھٹانے والے۔ کیا اگر اللہ تعالےٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نظارہ دکھا دے تو آپ فخر کریں گے کہ ان کے نام پر تقریریں کرنے والے امن کا نام لے کر فساد کی تعلیم دے رہے ہیں کیا وہ اس جلوس کو دیکھ کر خوش ہوں گے جس میں گالیاں دی جاتی ہیں جس میں ماتم کیا جاتا ہے۔ جس میں کتوں کو جوتیاں مار کر اپنے ملک کا وزیر خارجہ قرار دیا جاتا ہے۔ کیا اگر صحابہؓ یہ نظارہ دیکھیں۔ تو وہ خوش ہو کر ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ ہیں ہمارے سچے پیرو یہ وہی کام کر رہے ہیں جس کا کرنا ہم پسند کرتے تھے۔ اگر ایسا نہیں بلکہ آپ کا دل گواہی دیتا ہے کہ نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ کام پسند کر سکتے تھے۔ نہ صحابہ ان کاموں کا کرنا پسند کر سکتے تھے۔ تو بتائیں کہ حرمت رسولؐ کا دعویٰ کرنے والے اگر سچے ہیں تو یہ کام کیوں کرتے ہیں؟

اے عزیزو! عقیدہ وہی ہوتا ہے۔ جو آپ شخص بیان کرتا ہے۔ نہ وہ جو اس طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ پس اچھی طرح سُن لو کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا ایمان تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"میں مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار خانۂ خدا میں کرتا ہوں۔ کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ (دلنفز بر جامع مسجد دہلی ۱۸۹۱ء۔)

اسی طرح فرماتے ہیں:-

"نوع انسانی کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو"۔ پھر آگے لکھتے ہیں "آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی رسول ہے نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے"۔

(کتاب کشتی نوحؑ صفحہ ۱۳)

ان الفاظ کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانتے تھے۔ تو وہ یاد رکھے۔ کہ وہ خدا کی گرفت تلے ہے۔ اسے ایک ناکردہ گناہ پر اتہام لگانے کی خدا تعالےٰ سزا دے گا۔ اور ہر شخص جو اس امر سے واقف ہو کر محض اس لئے اس الزام لگانے والے کے پیچھے چلے گا کہ وہ اس کا مولوی ہے۔ یا وہ قومی یا شہری جد و جہد میں اس کی مدد کرے گا۔ اور اس کا رفیق کار ہو گا۔ تو اسے یاد رہے کہ اتنے بڑے اتہام پر خاموش رہنے والا اور اس کے خلاف احتجاج نہ کرنے والا خدا تعالےٰ کے سامنے احتجاج نہ کرنے والا خدا تعالےٰ کے سامنے کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ پس چاہیئے کہ وہ عاقبت کو سنوارے۔ اور اس دنیا کے کاموں اور اس کی ترقیوں میں بھی اللہ تعالےٰ پر توکل کرے نہ کہ ان لوگوں پر جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر یہ اخلاق سوز جلوس نکلواتے ہیں۔ اور قتل اور فساد کی سازشیں کرتے ہیں۔

اے عزیزو! بانیٔ سلسلہ علیہ السلام ہی نے ختم نبوت کے عقیدہ پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ میں نے بھی اسے بیعت کی شرائط میں قرار دیا ہے۔ اور ہر بیعت کرنے والے سے اقرار لیتا ہوں۔ کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ اب بتاؤ کہ اس سے زیادہ زور اس عقیدہ پر کیا ہو سکتا ہے۔ اب بھی جو نہ سمجھے۔ قیامت کے دن ہمارا ہاتھ ہو گا۔ اور اس کا دامن باقی رہا یہ کہ ہم یہ سب کچھ دل سے نہیں کہتے۔ بلکہ جھوٹ بولتے ہیں۔ تو یہ دلیل تو دونوں طرف چل سکتی ہے۔ ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم پر الزام لگانے والے لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ اگر ہم ایسا کہیں تو کیا آپ ہماری بات مان لیں گے۔ اور وہی غیرت جس کا مظاہرہ ہمارے متعلق کرتے ہیں ان کے متعلق بھی دکھائیں گے؟

اے عزیزو! ایک دن ہم سب نے مرنا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ آپ کے آباد بھی مرے اور آپ بھی مریں گے۔ اور آپ کی اولاد بھی مرے گی۔ اور یہی حال میرا اور میرے ساتھیوں کا ہے۔ پس چاہیئے کہ ہم اُس دن کے لئے تیاری کریں جو آنے والا ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ یہ لاف گزاف اور کثرت پر ناز اور کھکڑ بازی اور گالی گلوچ مالک الملک رب العالمین کے سامنے ہرگز کام نہ دیں گے۔ پس چاہیئے کہ جس نے ایسی غلطی نہیں کی۔ وہ اپنے بھائی کو سمجھائے اور جس نے کی ہے وہ توبہ کرے۔ اُسی کی جان محفوظ ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اخلاق پر چلتا ہے۔ نہ وہ کہ منہ سے آپؐ کے احترام کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر عمل اسکے خلاف کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے ہیں کہ ہمیں مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ بے شک اسکی طاقت رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ بہت ہیں اور ہم تھوڑے ہیں۔ مگر وہ اس دن کو بھی یاد رکھیں جس دن ہم سب خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ جس دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہو گا۔ جو اس دن خوش ہو گا وہی کامیاب ہے اور جو اُس دن آنکھ اونچی نہ کر سکے گا اس کی زندگی رائگاں گئی۔ کاش وہ پیدا نہ ہوتا۔ کاش اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غضبناک آنکھ نہ دیکھنی پڑتی۔ والسلام

الناشر:- انجمن ترقی اسلام۔ ربوہ۔ پاکستان

خطبہ جمعہ

جو شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اسے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ضرور ڈالا جاتا ہے

خدا تعالیٰ کے فیضان کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس سے صبر و صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۴ جولائی ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ: سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دعویٰ تو یہ کریں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ لیکن ان کو

آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں

نہ ڈالا جائے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون کیا لوگ یہ وہم بھی کر سکتے ہیں۔ کیا مسلمان اس قسم کے خیالات میں مبتلا ہیں۔ کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ انہیں آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے گا۔ انہیں تکالیف اور مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ انہیں ٹھوکریں نہیں لگیں گی۔ حالانکہ وہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ جو شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ضرور ڈالا جاتا ہے۔ اگر یہ

قاعدہ کلیہ

نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ابتدائے اسلام میں یہ نہ فرماتا کہ تم کس طرح یہ خیال کرتے ہو کہ تم دعوے تو یہ کرو۔ کہ ہم ایمان لائے۔ لیکن تمہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں میں نہ ڈالا جائے۔ دعوئے ایمان اور ابتلاء و آزمائش لازم و ملزوم ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ کسی تحریک کے شروع میں ایک شخص ایمان لایا ہو اور وہ اپنے ایمان میں سچا ہو۔ اور پھر آزمائشوں اور ابتلاؤں میں نہ ڈالا جائے۔ اسے ٹھوکریں نہ لگیں۔ وہ مخالفت کی آگ میں نہ پڑے۔

پس ہماری جماعت کو ہمیشہ یہ امر مد نظر رکھنا چاہیئے کہ جب اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم ایک مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے والے ہیں۔ تو انہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالا جائے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھم لا یفتنون۔ اگر یہ سچ ہے کہ تم ایمان لائے ہو تو یہ بات بھی سچ ہے کہ تمہیں ابتلاؤں میں ڈالا جائے گا۔

میں سمجھتا ہوں

کہ کچھ لوگ تو احرار کے بہکانے سے سمجھ لیتے ہیں۔ کہ جو شخص احمدی ہوتا ہے۔ احمدی لوگ اسے روپیہ دیتے ہیں پڑھاتے ہیں۔ اسے نوکری دلاتے ہیں۔ اس کی شادی کراتے ہیں اس قسم کی بکواس سن کر لوگ ہمارے پاس آجاتے ہیں۔ یا وہ خطوط لکھ دیتے ہیں۔ کہ ان کی اس قسم کی مدد کی جائے۔ ہر ہفتہ دو تین ایسے آدمی یہاں پہونچ جاتے ہیں۔ یا دو تین ایسے خطوط آجاتے ہیں۔ جن میں یہ مضمون ہوتا ہے۔ ہم تو ان کے اس فریب میں نہیں آتے۔ ہم کہتے ہیں جاؤ ایمان کا شرائط لگانے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لیکن وہ لوگ اپنی جماعت کو کتنا بے ایمان بنا رہے ہوتے ہیں۔ آخر آنے والا انہی میں سے آتا ہے۔ جو اس خیال سے یہاں آتا ہے۔ کہ اگر اس کی مدد کر دی جائے۔ تو وہ احمدی ہو جائے گا۔ تو اس کا ایمان کہاں رہ گیا۔ ایک طرف تو احرار یہ کہتے ہیں کہ احمدی لوگ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک

کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف روپے کی خاطر وہ لوگوں کو یہاں بھیجتے ہیں۔ گویا وہ لوگوں کے اندر یہ روح پیدا کرتے ہیں کہ چند حقیر پیسے لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کر لیا کرو۔ اگر ہم واقعہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے ہوتے تو انہیں کروڑوں روپے پر بھی تھوکنا نہیں چاہیئے تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جس قدر

بلند شان

ہے۔ اس کے مقابلہ میں ساری دنیا ایک مچھر کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ پس جو ملاں یا جو مولوی کسی شخص کو یہ کہہ کر یہاں بھیجتا ہے کہ جاؤ احمدی لوگ تمہاری مدد کریں گے۔ حالانکہ وہ یہ بھی خیال کرتا ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ ہتک کرتے ہیں تو وہ مسلمانوں کو بے ایمان بناتا ہے۔ وہ ان کی غیرت کو مار رہا ہوتا ہے۔ وہ ان کی محبت رسول کو مار رہا ہوتا ہے وہ ان کے دین کے تعلق کو مار رہا ہوتا ہے۔ بہر حال یہ ایک ضمنی بات ہے۔ ان لوگوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے جو چاہیں کہیں۔ اور ان کے ساتھیوں کو اختیار ہے کہ وہ ان کے کہنے پر جو چاہیں کریں۔ لیکن ہماری جماعت اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتی کہ

ایمان کے ساتھ ابتلا اور آزمائشیں

بھی ہوا کرتی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ نے ان سے بچاؤ کی بھی کوئی صورت بتائی ہے اللہ تعالیٰ یہ تو فرماتا ہے۔ کہ اگر تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو تو یہ بات مت نظر انداز کرو۔ کہ تمہاری مخالفت کی جائے گی۔ تم پر ابتلاء اور مصائب آئیں گے۔ تمہیں ٹھوکریں لگیں گی تمہیں مارا جائے گا۔ تمہیں بے حرمت کیا جائے گا۔ تمہیں بے وطن کیا جائے گا۔ لیکن اس نے اس کا کوئی علاج بھی بتایا ہے۔ ہم قرآن کریم دیکھتے ہیں۔

قرآن کریم میں

خدا تعالیٰ نے اس کا علاج بھی بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین کہ جب تم پر مصائب آئیں۔ ابتلا اور آزمائشیں آئیں۔ ٹھوکریں لگیں۔ تو اس کے دو ہی علاج ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں۔ اور وہ

صبر اور صلوٰۃ

ہیں۔ مگر یہ صبر و صلوٰۃ آسان بات نہیں انھا لکبیرۃ۔ یہ بڑی بوجھل چیزیں ہیں۔ مگر جو لوگ خاشع ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہوتا ہے۔ وہ اس بوجھل چیز کو اٹھانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ عملاً دیکھ لو مسلمانوں میں کتنے لوگ نمازی ہیں۔ وہ لوگ جو تقریریں کرتے ہیں۔ کہ پاکستان میں

اسلامی دستور کا نفاذ

ہونا چاہیئے۔ شائد پانچ نمازوں میں سے ایک آدھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر مساجد کو دیکھا جائے تو بہت تھوڑی مساجد آباد ہیں۔ اکثر مساجد غیر آباد ہوتی ہیں۔ زمینداروں کو لیا جائے۔ تو ان میں نوے فی صدی وہ لوگ ہیں۔ جو زمیندارہ کے اوقات میں نماز نہیں پڑھتے۔ دوسرے اوقات میں وہ رسماً نماز ادا کر لیتے ہیں۔ ہماری جماعت کو یہ ایک فضیلت حاصل ہے۔ اور فضیلت ہونی چاہیئے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک شخص

نماز کی قدر

کو سمجھتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو نمازوں میں سست ہیں۔ وہ آخر کیوں سست ہیں۔ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں بہت سی دقتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے۔ کہ یہ بڑی بوجھل چیز ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ یہ بڑی آسان چیز ہے وہ خود کہتا ہے کہ یہ بڑی مشکل چیز ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرماتا ہے کہ جس شخص کے دل میں خوف ہوتا ہے وہ اس بوجھ کو بھی خوشی سے اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ دوسرے اوقات میں تو ممکن ہے کسی میں کبر ہو۔ غرور ہو۔ لیکن جب وہ مصائب میں پس رہا ہو تو اسے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنے میں کیا روک ہو سکتی ہے۔

پس ہماری جماعت کو

مشکلات کے مقابلہ میں

دعا اور نماز کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میرے تو کبھی وہم میں بھی یہ نہیں آیا کہ کوئی احمدی نماز چھوڑتا ہے

دیکھو اگر کوئی ایسا احمدی ہے۔ جو نماز کا پابند نہیں تو میں اُسے کہوں گا کہ وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس وقت تم پر نماز گراں نہیں ہونی چاہیئے۔ مصیبت کے وقت میں نماز گراں نہیں ہوتی۔ مصیبت کے وقت لوگ دعائیں مانگتے ہیں۔ گریہ وزاریاں کرتے ہیں ۱۹۰۵ء میں جب زلزلہ آیا تو اس وقت ہمارے ماموں میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ صاحب لاہور میں پڑھتے تھے آپ ہسپتال میں ڈیوٹی پر تھے کہ زلزلہ آیا۔ آپ کے ساتھ ایک ہندو طالب علم بھی تھا جو دہریہ تھا اور ہمیشہ خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق ہنسی اور مذاق کیا کرتا تھا۔ جب زلزلہ کا جھٹکا آیا تو وہ رام رام کرکے باہر بھاگ آیا۔ جب زلزلہ رک گیا۔ تو میر صاحب نے اسے کہا کہ تم رام پر ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اب تمہیں رام کیسے یاد آگیا؟ اس وقت خوف کی حالت جاتی رہی تھی۔ زلزلہ ہٹ گیا تھا۔ اس نے کہا یونہی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اور منہ سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں۔ پس

حقیقت یہ ہے

کہ مصیبت کے وقت خدا تعالےٰ یاد آجاتا ہے جس شخص کو مصیبت کے وقت بھی خدا تعالےٰ یاد نہیں آتا سمجھ لو کہ اس کا دل بہت شقی ہے۔ وہ اب ایسا لاعلاج ہو گیا ہے کہ خطرہ کی حالت بھی اسے علاج کی طرف توجہ نہیں دلاتی۔ پس اگر ایسے لوگ جماعت میں موجود ہیں جو نماز کے پابند نہیں تو میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ وقت ایسا ہے کہ انہیں اپنی نمازوں کو پکا کرنا چاہیئے۔ اور جو نماز کے پابند ہیں میں انہیں کہتا ہوں آپ اپنی نمازیں سنواریں اور جو لوگ اپنی نماز سنوار کر پڑھنے کے عادی ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ بہتر وقت دعا کا تہجد کا وقت ہے۔ نماز تہجد کی عادت ڈالیں دعائیں کریں کہ خدا تعالےٰ ہماری مشکلات کو دور فرمائے اور لوگوں کو صداقت قبول کرنے کی توفیق دے۔ مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ دشمن کیا کہتا ہے لیکن یہ ڈر ضرور ہے کہ جب اس قسم کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ صداقت کو قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ پس ہماری

سب سے مقدم دعاء

یہ ہونی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ ہماری مشکلات کو دور کردے۔ جو لوگوں کے صداقت قبول کرنے میں روک ہیں۔ اور ان کی توجہ اس طرف پھیر رہی ہیں ابتلاء مانگنا منع ہے۔ لیکن اس کے دور ہونے کے لئے دعا مانگنا سنت ہے۔ اس لئے یہ دعاء کریں کہ خدا تعالےٰ وہ روکیں دور کردے۔ جو لوگوں کو صداقت قبول کرنے سے ہٹا رہی ہیں۔ اور ہماری فکرمندیوں کو دور کردے۔ ہاں وہ ہمیں ایسا بے فکر اور بے ایمان نہ بنائے کہ جس کی وجہ سے ہمارے ایمان میں خلل واقع ہو۔ درحقیقت

ایمان کا کمال

یہ ہے کہ انسان خوف اور امن دونوں حالتوں میں خدا تعالےٰ کے سامنے جھکے۔ اگر کوئی شخص خوف اور امن دونوں حالتوں میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے تو خدا تعالےٰ بھی اسے امن دیتا ہے لیکن جو مومن خوف کی حالت میں خدا تعالےٰ کے سامنے جھکتا ہے امن کی حالت میں نہیں۔ خدا تعالیٰ اس کے لئے ٹھوکریں پیدا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ اسے مرتد کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ اس کے لئے امن کی حالت پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ خدا تعالےٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ پس جو لوگ نماز کے پابند ہیں۔ وہ نماز سنوار کر پڑھیں اور جو نماز سنوار کر پڑھنے کے عادی ہیں۔ وہ تہجد کی عادت ڈالیں۔ پھر نوافل کی پڑھنے کی عادت ڈالیں پھر نہ صرف نوافل پڑھیں بلکہ دوسروں کو بھی نوافل پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ خدا تعالےٰ نے لوگوں کو روزہ کی عادت ڈالنے کے لئے ایک ماہ کے روزے فرض کئے ہیں۔ روزے فرض ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان ایک ماہ جاگتا ہے۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کو بھی جگاتا ہے۔ ڈھول پیٹتے ہیں۔ اور اس طرح تمام لوگ اس مہینہ میں تہجد کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر ایک ہمسایہ روزہ کے لئے نہ اُٹھتا تو دوسرا بھی نہ اُٹھتا لیکن چونکہ ایک آدمی روزے کے لئے اُٹھتا ہے۔ تو اس کی وجہ سے دوسرا بھی بیدار ہو جاتا ہے خدا تعالےٰ کے اس طرح روزے فرض کرنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ سب لوگوں کو اس عبادت کی عادت پڑ جائے پس اس قسم کی تدبیریں اور کوششیں جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ ربوہ کی جماعت کے افسران اور عہدیداران محلوں میں تہجد کی تحریک کریں اور جو لوگ تہجد پڑھنے کے لئے تیار ہوں اور یہ عہد کریں کہ وہ تہجد پڑھنے کے لئے تیار رہیں ان کے نام لکھ لیں اور جب وہ چند دنوں کے بعد

اپنے نفوس پر قابو

پالیں تو انہیں تحریک کی جائے کہ وہ باقیوں کو بھی جگائیں جب سارے لوگ اُٹھنا شروع ہو جائیں پیپے بجنے لگ جائیں تو کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا نماز پڑھنے کو دل تو چاہتا ہے۔ لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے بیدار نہیں ہوتے وہ بھی تہجد کے لئے اُٹھ بیٹھیں گے۔ رمضان میں لوگ اُٹھ بیٹھتے ہیں۔ اس لئے کہ ارد گرد شور ہوتا ہے اکیلے آدمی کو اُٹھائیں تو وہ سو جاتا ہے۔ لیکن رمضان میں وہ نہیں سوتا اس لئے کہ ارد گرد آوازیں آتی ہیں۔ کوئی قرآن کریم پڑھتا ہے کوئی دوسرے کو جگاتا ہے۔ کوئی دوسرے آدمی سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں ماچس نہیں ذرا ماچس دیدو۔ ہمارے ہاں مٹی کا تیل نہیں تھوڑا سا مٹی کا تیل دو۔ کوئی کہتا ہے۔ ہمارے ہاں آگ نہیں آگ دو۔ کوئی کہتا ہے میں سحری کھانے کے لئے تیار ہوں روٹی تیار ہے؟ یہ آوازیں اس کا سونا دوبھر کر دیتی ہیں۔ وہ کہتا ہے نیند تو آتی نہیں لیٹنا کیا ہے چلو چند نفل ہی پڑھ لو۔ رمضان بے شک برکت ہے لیکن رمضان میں

جاگنے کا بڑا ذریعہ

یہی ہوتا ہے کہ ارد گرد سے آوازیں آتی ہیں اور وہ انسان کو جگا دیتی ہیں۔ ایک آدمی آٹھ بجے سوتا ہے اور اُسے دو بجے بھی جاگ نہیں آتی لیکن ایک آدمی بارہ بجے سوتا ہے لیکن تین بجے اُٹھ بیٹھتا ہے۔ اس لئے کہ ارد گرد سے آوازیں آتی ہیں۔ ذکر الٰہی کرنے کی آوازیں آتی ہیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی آوازیں آتی ہیں۔ کوئی کسی کو جگا رہا ہوتا ہے۔ اور کوئی کھانا پکا رہا ہوتا ہے۔ اور اس کی آواز اسے آتی ہے۔ اس لئے صرف تین گھنٹے سونے والا بھی اُٹھ بیٹھتا ہے۔ یہ ایک تدبیر ہے جس سے جاگنے کی عادت ہو جاتی ہے پس مقامی عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ اس کا محلوں میں انتظام کریں۔ اور پھر اسے باہر بھی پھیلایا جائے تا آہستہ آہستہ لوگ تہجد کی نماز کے عادی ہو جائیں۔ پھر اگر کوئی تہجد کا مسئلہ پوچھے تو اسے کہو کہ اگر تہجد رہ جائے تو اشراق کی نماز پڑھو جو دو رکعت ہوتی ہے۔ وہ بھی رہ جائے تو ضحیٰ پڑھو جو تہجد کی طرح دو سے آٹھ رکعت تک ہوتی ہے اس طرح تہجد اور نوافل کی عادت پڑ جائے گی۔

صلوٰۃ کے دو معنے

ہیں۔ نماز اور دعاء۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ تم مدد مانگو صبر۔ نماز اور دعاء سے اور جو شخص خدا تعالےٰ سے مدد طلب کرتا ہے۔ اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ کوئی شخص اس پر غالب نہیں آسکتا اگر خدا تعالےٰ ہے تو سیدھی بات ہے کہ اس سے زیادہ طاقتور اور کوئی نہیں تو یقیناً وہی شخص جیتے گا جس کے ساتھ خدا تعالےٰ ہے۔ بے شک کسی کے ساتھ دنیا کی سب طاقتیں ہوں جلسے ہوں جلوس ہوں۔ نعرے ہوں قتل و غارت ہو۔ قید خانے ہوں۔ پھانسیاں ہوں لعنت و ملامت ہو۔ لیکن جیتے گا وہی جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہے۔ دلوں کی حالت کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ خدا تعالیٰ ہی دلوں کے بھید جانتا ہے وہی دلوں کو بدل سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ انسان کے کیا خیالات ہیں اور ان کا ردعمل کیا ہے۔ وہ دلوں کو جانتا ہے۔ وہ اعمال کو جانتا ہے۔ اور ان کے ردعمل کو جانتا ہے

خدا تعالےٰ کہتا ہے

کہ جو میری طرف آتا ہے۔ اُسے دنوں کی طرف ایک سرنگ مل جاتی ہے۔ آخر دلوں کو بدلنے کا کون سا ذریعہ ہے سوائے اس کے کہ ہم خدا تعالےٰ سے دعا کریں خدا تعالیٰ نے اس کا ذریعہ صبر و صلوٰۃ مقرر کر دیا ہے۔ صبر کے یہ معنی ہیں۔ کہ انسان کو خدا تعالےٰ سے کامل محبت ہو۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ مقدم ہے اور باقی ہر ایک چیز مؤخر ہے اسلئے وہ اس کے لئے ہر مشکل اور تکلیف کو برداشت کر لیتا ہے۔ گویا صبر میں جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے اور صلوٰۃ میں عشقیہ طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ صبر جبری محبت ہے اور نماز طوعی محبت ہے۔ کچھ کام جبری طور پر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم نے خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑنا۔ یہ چیز جبری ہے۔ مشکلات اور مصائب تم خود پیدا نہیں کرتے۔ دشمن

مشکلات اور مصائب

لاتا ہے اور تم انہیں برداشت کرتے ہو اور خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے لیکن نماز طوعی ہے۔ نماز تمہیں کوئی اور نہیں پڑھاتا۔ نماز تم خود پڑھتے ہو۔ پس تم صبر میں جبری طور پر خدا تعالےٰ کی محبت کا ثبوت دیتے ہو اور نمازیں طوعی طور پر اس کا اظہار کرتے ہو۔ یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں۔ تو محبت کامل ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا فیضان جاری ہو جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فیضان کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس سے صبر و صلوٰۃ کے ساتھ دعا مانگو۔ خدا تعالیٰ کا دلوں پر قبضہ ہے وہ انہیں بدل دیگا۔ میں جب تم سے کہتا تھا۔ کہ جماعت پر مصائب اور ابتلاؤں کا زمانہ آنیوالا ہے۔ اسلئے تم بیدار ہو جاؤ۔ اس وقت تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تھے تم ہنسی اڑاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آپ کہاں کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمیں تو یہ بات نظر نہیں آتی۔ اور جب کہ فتنہ آگیا ہے۔ میں تمہیں

دوسری خبر دیتا ہوں

کہ جس طرح ایک بگولا آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ یہ فتنہ مٹ جائے گا۔ یہ سب کارروائیاں ھباءً منثورا ہو جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے آئیں گے اور وہ ان مشکلات اور ابتلاؤں کو جھاڑو دے کر صاف کر دینگے لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ میری مدد مانگو۔ میں تمہیں مدد دوں گا۔ لیکن تم دو باتیں کرو۔ اول مصائب اور ابتلاؤں پر گھبراؤ نہیں۔ انہیں برداشت کرو۔ دوسرے نمازوں اور دعاؤں پر زور دو۔ تا مجھے پتہ لگ جائے۔ کہ تمہاری محبت کامل ہو گئی ہے۔ اور جب تمہاری محبت کامل ہو جائے گی۔ تو میں بھی ایسا بے وفا نہیں ہوں کہ میں اپنی محبت کا اظہار نہ کروں۔

عالم اسلام کا سب سے بڑا مرکزی اجتماع اور اس کا فلسفہ

حج خانہ کعبہ اور اس کے دائمی فوائد و برکات اور مسلمانوں کی بے توجہی

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی انچارج جامعۃ المبشرین قادیان)

(۱)

حج کے معنی قصد کرنے کے ہیں۔ مگر اصطلاح اسلام میں یہ ایک خاص عبادت کا نام ہے۔ جس کا تعلق خانہ کعبہ۔ صفا و مروہ پہاڑیوں اور مکہ کے ارد گرد کے بعض خاص میدانوں اور مخصوص مقامات کے ساتھ ہے۔ یہ سال میں ایک دفعہ معین ایام میں ہوتا ہے۔ حج عمر میں ایک دفعہ ان لوگوں پر فرض ہوتا ہے۔ جو بیمار نہ ہوں۔ سفر کی استطاعت کا خرچ اپنے پاس رکھتے ہوں۔ اور راستہ میں امن ہو۔ نیز کوئی اور روک بھی ان کے راستہ میں حائل نہ ہو۔ حج کے مخصوص مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحج ہیں۔ جو رمضان کے بعد شروع ہوتے ہیں۔ حج کا ارادہ رکھنے والا یکم شوال سے ۹ ذوالحج تک حج کے لئے جا سکتا ہے۔ مخصوص ایام حج، ذوالحج کی ۸-۹ تاریخیں ہیں۔

حج کی عبادت اسلام سے پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ کعبہ کا وجود کب سے دنیا میں ظہور میں آیا۔ اس کی ابتدائی تاریخ کا کوئی علم نہیں۔ قرآن کریم کی اطلاع کے مطابق وہ خدا کی عبادت کا پہلا گھر ہے جو ابتدائے آفرینش سے آج سے ہزاروں سال قبل معرض وجود میں آیا تھا۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ لیکن زمانہ کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ آج سے ہزاروں سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے اسے دوبارہ تعمیر فرمایا۔ اور اسی کے حکم سے اس کے حج کا اجراء کا اعلان بھی فرمایا۔ آپ نے اپنے بچے حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ محترمہ حضرت ہاجرہؓ کو جب وہاں خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت اکیلے چھوڑا اور خود واپس ملک شام کو چلے گئے۔ اس وقت یہ جگہ بالکل بے آباد، بنجر، جنگل و صحرا تھی جہاں چاروں طرف کوئی زندگی اور دلچسپی کا سامان نہ تھا۔ بلکہ وہاں کوئی آبادی بھی نہ تھی۔ بے آب و گیاہ لق و دق صحراء تھا۔ چاروں طرف موت کے سامان تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ماں بیٹے کی غیر معمولی طور پر حفاظت فرمائی۔ اور انہیں موت اور تباہی سے بچایا۔ ان کے لئے اپنی خاص نصرت اور قدرت کا دور جاری فرمائی اور ان کے لئے وہاں غیر متوقع حالات میں ایک چشمہ جاری فرما دیا۔ جو اس جگہ کی آبادی کا موجب ہوا۔ بھلا جنہوں نے خدا تعالےٰ کی خاطر اپنے لئے موت قبول کی تھی۔ وہ کیونکر تباہ ہو سکتے تھے۔ انہوں نے خدا تعالےٰ کے فضل سے لازوال زندگی اور اس کے انعامات اور اس کی رضوان اکبر پائی اور اسی طرح دوسروں کے لئے بھی ان کے انعامات کے پانے کا موجب بنے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے اس مقام اور اپنی اولاد کے لئے بہت سی دعائیں کیں۔ اللہ تعالےٰ نے انکی دعائیں قبول فرماتے ہوئے ان کو بتایا کہ میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور اپنے انعامات سے انہیں مالا مال کر دوں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بھی کی تھی کہ خدایا تو ان میں ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرما۔ نیز اس جگہ کو امن والا شہر بنا دے۔ اور ان کے لئے اپنے پاس سے رزق مہیا فرما۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے تیری دعائیں قبول کر لیں۔ ہم اس شہر کو امن والا بنائیں گے۔ تیری اولاد کو بڑھائیں گے۔ ان میں نبی مبعوث کریں گے۔ اور اس جگہ کو ساری دنیا کے لئے مرکز بنائیں گے۔ تیری اولاد پر بے شمار انعامات نازل کریں گے۔ ان کو غیر معمولی طور پر غیب سے رزق مہیا کریں گے۔ غرضیکہ اللہ تعالےٰ نے خانہ کعبہ کا حج از سر نو جاری فرمایا۔ اور جلد ہی اس جگہ کو آباد کر دیا۔ اور پھر مکہ سارے عرب کا مرکز بنایا گیا۔ اور خانہ کعبہ کا حج کرنے کے لئے لوگ دور دور سے آنے لگے تا آنکہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ کے ذریعہ سے اس جگہ نے ساری دنیا کا مرکز بننا تھا۔ چنانچہ آپ کی بعثت ساری دنیا کی طرف ہوئی اور آپ کا مشن ساری دنیا میں پھیلا اور دور دراز ممالک سے لوگ اس جگہ آکر عبادت کرنے اور حج ادا کرنے لگے۔ اور اس طرح وہ ساری دنیا کا مرکز قرار پا گیا۔ اور ساری دنیا کے لوگ ایک جھنڈے تلے جمع ہونے لگے۔

حج کے احکام کا تعلق جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ خانہ کعبہ۔ مقام ابراہیم۔ صفا۔ مروہ۔ منیٰ۔ عرفات اور مزدلفہ وغیرہ مقدس مقامات سے ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اور بچہ اور خود آپ نے عبادتیں کیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی یاد کو تازہ کیا۔ ماں بیٹے نے خدا تعالےٰ کی خاطر دنیا اور اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دی۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کی قربانیوں کو ضائع نہ ہونے دیا۔ بلکہ ان کے شاندار نتائج پیدا کئے۔ ان جگہوں میں ایسے لوگوں کو آباد کیا جو خالص اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔ ان کو رزق پہنچانے کے لئے سامان پیدا کر دیئے۔ اور جنگل کو منگل بنا دیا۔ انہیں زیادہ سے زیادہ انعامات کا وارث بنا دیا۔ اور پھر یہ کہ ان کو ساری دنیا میں مرکزی حیثیت دے دی۔

بہر حال حج اسلام کے فرائض پنجگانہ میں سے ایک عظیم الشان مالی۔ جانی اور روحانی فرض ہے۔ جس طرح روزہ انسان کے لئے ایک زبردست مجاہدہ اور اصلاح نفس اور بہت سی روحانی برکات کا موجب اور کئی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح حج بھی ایک زبردست مجاہدہ ہے۔ اور بہت سی روحانی برکات کا موجب اور کئی عبادتوں کا جامع ہے۔

اس جگہ ہم حج کی وہ برکات قارئین کرام کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس سے مسلمانوں کے ذاتی۔ قومی۔ ملی۔ ملکی۔ دینی دنیوی۔ علمی۔ اقتصادی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ روحانی جسمانی۔ مادی تجارتی اور انفرادی و اجتماعی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔

(۱) حج کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ہمیں یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ نے جو قربانیاں خدا تعالےٰ کے لئے کی تھیں۔ وہ ضائع نہیں گئیں بلکہ خدا تعالےٰ نے ان کی بڑی قدر کی اور ان کو نوازا اور ان کے بہترین نتائج پیدا کئے جو تا قیامت چلتے چلے جائیں گے۔ اور لوگ ان سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ اگر آنے والے لوگ خدا تعالےٰ کی خاطر اسی طرح قربانیاں کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ انہیں بھی ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ ان کی قدر کرے گا۔ ان کو قبول فرمائے گا۔ اور ان کے بھی بہترین نتائج پیدا فرمائیگا۔

(۲) حج کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے مقامات مقدسہ جو شعائر اللہ کہلاتے ہیں ان سے خدا تعالےٰ کی زندہ ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔ ان کو دیکھ کر خدا یاد آ جاتا ہے۔ کیونکہ ان مقامات میں خدا تعالےٰ نے اپنے پیاروں پر اپنی تجلیات ظاہر کی ہیں۔ پس ان مقامات کو جو خدا تعالےٰ کی زندہ ہستی کا قیامت تک کے لئے زندہ ثبوت اور گواہ ہیں کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان اس کی ہستی کے بارے میں یقین کامل پر قائم ہو جاتا ہے۔

(۳) حج کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کے قائم مقام اور انسان کے لئے بطور ٹریننگ کے ہے۔ جو جو باتیں انسان کو جہاد میں پیش آتی ہیں۔ سوائے لڑائی کے باقی سب حج میں بھی اسے پیش آتی ہیں۔ اس طرح حج کے ذریعہ سے انسان کو جہاد کے لئے تیاری کا موقع ملتا ہے۔ اب تو اللہ تعالےٰ نے سفر کے لئے بہت سی سہولتیں پیدا فرما دی ہیں۔ مثلاً موٹر۔ ریل۔ ہوائی جہاز۔ ڈاک تار کا انتظام وائرلیس۔ ریڈیو۔ لاؤڈ سپیکر وغیرہ۔ مگر گذشتہ زمانہ میں یہ سہولتیں میسر نہ تھیں۔ اس لئے کافی دقتیں اٹھانی پڑتی تھیں۔ اور اس طرح انسان کو سفر کی صعوبتیں اُٹھانے اور انہیں برداشت کرنے کی زیادہ عادت پڑتی تھی۔ بہر حال سفر حج کے ذریعہ سے سستی۔ کاہلی۔ تعیش پرستی اور آرام طلبی دور ہوتی تھی۔ اور اب بھی زمانہ حال کے حالات کے مطابق کافی مشق ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ انسان قوم کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید وجود بن سکتا ہے۔ یہ ٹریننگ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ سے انسان کے اندر دلیری۔ جرأت، بہادری اور شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ اور مشکل کاموں کے کرنے پر وہ قادر ہو سکتا ہے۔

(۴) حج کا چوتھا فائدہ اس مبارک تقریب کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ خاص خاص موقعوں اور مقامات میں مساوات کی مجسم صورت نظر آتی ہے۔ نہ کوئی چھوٹا نہ کوئی بڑا۔ اللہ تعالےٰ کے دربار میں بحیثیت انسان سب لوگ برابر دکھائی دیتے ہیں۔ چھوٹے بڑے امیر و غریب کی امتیازی شان باقی نہیں رہتی۔ اور سب بلا امتیاز خدا تعالےٰ کے حضور ایک ہی وضع و قطع۔ ایک ہی لباس میں ملبوس دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں۔ اسلام حج کے ذریعہ سے مساوات کا ایک عملی مظاہرہ اور اعلیٰ

احمدیت کی ترقی اور معاندین احمدیت کا بُرا انجام

(از بابو محمد یوسف صاحب خانیاری سری نگر)

ابتدائے آفرینش سے خدا تعالےٰ کا یہ اٹل قانون جاری ہے۔ کہ جب گمراہی اور ضلالت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ تو وہ کوئی نبی یا اوتار دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بھی جب گذشتہ زمانوں سے بڑھ چڑھ کر بدی اور گناہ دنیا میں پھیل گیا تو اللہ تعالےٰ کی رحمت نے جوش مارا اور اس نے اپنا ایک مصلح جن کا اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب ہے۔ قادیان کی بستی میں بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو گمراہی اور پاپوں سے چھٹکارا دلائے اور ان کو صراط مستقیم پر چلائے۔ اور ان کا رشتۂ محبت خداوند کریم کے ساتھ جوڑے

قرآن شریف اور دیگر الہٰی نوشتوں کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ ملتا ہے کہ جب بھی دنیا میں کوئی الہٰی تحریک جاری ہوئی تو ہوا و ہوس کے بندوں نے اس کی سخت مخالفت کی اور اس سلسلہ کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ چنانچہ تحریک احمدیت جو الہٰی تحریک ہے کے استیصال کے لئے مخالفین احمدیت نے حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے قتل کے منصوبے کئے۔ کفر کے فتوے لگائے گئے بلکہ وہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ آپ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جماعت احمدیہ کو طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔ قتل اور زدوکوب کی وارداتیں کی گئیں۔ قبروں سے احمدیوں کی لاشیں نکال کر باہر پھینکی گئیں۔ اور احمدیوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لیکن الہٰی تحریک کے مقابلہ میں مخالفین بری طرح ناکام و نامراد رہے۔

عرصہ تقریباً بیس سال گذرا کہ احراریوں نے احمدیت کے استیصال کے لئے ایک سکیم تیار کی تھی۔ اور اس پر عملی جامہ پہنانے کے لئے ہندوستان خصوصاً پنجاب میں جگہ جگہ جلسے کر کے ہنگامہ برپا کیا تھا۔ احمدیوں کو تختۂ مشق بنایا گیا۔ پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعہ گند اچھالا گیا۔ لیکن سنجیدہ طبقہ ان کے ساتھ نہ تھا۔ دوسری طرف حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی ایک سکیم تیار کی جس کا نام تحریک جدید رکھا گیا۔ جو خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت سے اب تک جاری ہے اور اس مد میں سے سالانہ لاکھوں روپے یورپ امریکہ وغیرہ ممالک میں اسلام کی تبلیغ پر خرچ ہو رہے ہے۔

اب پھر باسی کڑھی میں ابال آیا ہے اور پاکستان میں مخالفین احمدیت نے جھوٹا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ کہ احمدی حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ حالانکہ شرائط بیعت میں یہ امر داخل ہے کہ حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کیا جائے۔ احمدیہ پر کفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ ان کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ بھی مضحکہ خیز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو اپنے پہلے فتووں پر اعتبار نہیں رہا۔ ورنہ از سرِ نو فتوے لگانے کے کیا معنے ہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علماء کو فتویٰ کفر کے سوا اور کوئی شغل نہیں رہا۔ بقول علامہ شبلی نعمانی ؎

ایک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالتِ یورپ سے خبردار نہیں ہیں؟
آمادۂ اسلام ہیں لندن میں ہزاروں
ہرچند ابھی مائلِ اظہار نہیں ہیں
افسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہیں پیدا
یا ہیں تو بقول آپ کے دیندار نہیں ہیں
کیا آپ کے زمرے میں کسی کو نہیں یہ درد؟
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں؟
جھلا کے کہا یہ کیا سوء ادب ہے
کہتے ہیں وہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

اس قسم کے نام نہاد علماء خود تو تبلیغ اسلام کا کام نہیں کرتے۔ لیکن احمدیوں کی اسلامی تبلیغ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ مخالفین احمدیت یاد رکھیں کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالےٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اس کے نابود کرنے میں انشاء اللہ حسب معمول ناکام رہیں گے۔ احمدیت صحیح اسلام پیش کرتی ہے جو انشاء اللہ دنیا کے کناروں تک پھیلے گا اور ابتلاء کا آنا ضروری ہے لیکن یہ باتیں ہمارے مصمم ارادہ میں لغزش پیدا نہیں کر سکتیں۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے چند حوالجات ذیل میں درج کرتا ہوں جن سے خاتم النبیین کی حقیقت۔ احمدیت کی ترقی اور مخالفین اسلام کی ناکامی کا پتہ ملتا ہے۔

خاتم النبیین کی حقیقت:

(۱) "اگر یہ کہا جائے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپؐ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ بے شک اس طرح سے کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح آپ لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدیہ کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے۔ میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ اور تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام احمدؐ اور محمدؐ سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی"۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

(۲) "وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض نہیں ملے گا۔ اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے"۔ (حقیقۃ الوحی)

(۳) "لیکن اے مسلمانو! ہشیار ہو جاؤ ...... ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزاروں سلام) اپنے افاضہ کی رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا اور اب وہ قومیں اور مذہب مردہ ہیں۔ کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے"۔ (چشمہ مسیحی)

(۴) "اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے"۔ (تریاق القلوب)

احمدیت کی ترقی:

(۵) "مجھے اللہ جل شانہٗ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا۔ اور مجھے اس نے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ (تذکرہ و برکات الدعا)

(۶) "خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہ اُٹھے گا ...... خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا"۔ (تذکرہ)

(۷) "خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے۔ جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے"۔ (الوصیت)

(۸) "یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت بن جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر دیکھیں)

نمونہ پیش کرتا ہے جس کی دیگر مذاہب میں مثال مفقود ہے۔ کیونکہ کسی کو کسی پر کسی لحاظ بھی کوئی فوقیت نہیں ہوتی۔ مسلمان اور انسان ہونے کے لحاظ سے سب یکساں اور برابر ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی عبادت میں بھی سب برابر ہوتے ہیں۔ البتہ علم و تقویٰ کے لحاظ سے ایک دوسرے پر بے شک فضیلت ہو سکتی ہے۔ سو وہ ہر جگہ مدنظر ہوتی ہے۔

(۵) حج کا پانچواں فائدہ یہ ہے۔ کہ اس میں باوجود کثرت کے وحدت اور باوجود اختلاف کثیر کے اتحاد و اتفاق اور یگانگت کا سمندر موجزن ہوتا ہے۔ اختلاف طبائع۔ اختلاف تمدن و معاشرت۔ اختلاف عادات و رسوم۔ اختلاف وضع قطع۔ اختلاف شکل و صورت۔ اختلاف ممالک و نسل۔ اختلافِ رنگ و لباس و السنہ کی وجہ سے مختلف اقسام کے اشخاص جو ایک دوسرے سے بالکل جدا ہوتے ہیں حج میں متحد ہوتے ہیں۔ سب ایک رنگ میں رنگین۔ سب ایک ہی لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ مقصد و مدعا سب کا ایک۔ مرکز ایک۔ مذہب ایک۔ کتاب ایک۔ رسول ایک۔ خدا ایک۔ عبادت کا رنگ ایک۔ غرضیکہ ایک دلکش سماں ہوتا ہے۔ جو وحدتِ ملی کا بے نظیر عملی نمونہ ہوتا ہے۔

(۶) حج کا چھٹا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہ رضہ کی قربانیوں اور عبادات اور عملی نمونہ کی یاد کو تازہ دکھایا جاتا ہے۔ اگر حج نہ ہوتا تو یقیناً یہ چیزیں اس رنگ میں لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ نہ رہتیں۔ جس رنگ میں اب محفوظ ہیں۔ اور نہ ہی یہ اس رنگ میں لوگوں کے لئے نمونہ اور سبق کا ذریعہ بنتیں جس رنگ میں اب بن رہی ہیں۔ گویا اب ان کی قربانیاں مجسم ہو کر ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ اور اس طرح وہ ایک خاص کیفیت پیدا کرنے کا موجب بنتی ہیں۔

(۷) حج کا ساتواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان اپنے اس عاشقانہ رنگ کا اظہار خدا تعالیٰ کے سامنے کرتا ہے جو اس کے دل پر غالب ہوتا ہے۔ اور جس کا اظہار حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اپنی زندگی میں وہاں کرتے رہے۔ حج کے موقعہ پر ایک خدا کی ہستی کا قائل اور مومن بندہ اپنی محبت اور ذوق و شوق میں والہانہ طور پر گویا خدا تعالیٰ کی تلاش میں سرگرداں ہوتا اور اُسے ڈھونڈتا ہے۔ وہ حقیقی عشق کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس کی ہستی میں گم ہو جاتا ہے۔ اور اسی کی یاد میں محو ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ہستی کو کھو دیتا ہے۔

(۸) حج کا آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ حج ہمارے سامنے وہ نقشہ پیش کرتا ہے۔ جو مرنے کے بعد میدانِ حشر میں خدا تعالیٰ کے حضور انسانوں کی پیشی کے وقت ہوگا۔ مرنے کے بعد بھی انسان کفن پہن لیتا اور اس لباس اتار دیتا ہے۔ اور حج میں بھی وہ اصل لباس اتار کر کفن کی طرح دو چادریں پہن لیتا ہے۔ گویا حج سال لوگوں کے سامنے مابعد الموت کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے جس سے وہ اسکے لئے پوری تیاری کرنے کیلئے ہر وقت آمادہ رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سامنے حضوری اور پیشی کا تصور انسان کے قلب پر خاص اثر کرتا ہے۔ اور اس کے دل میں خیال پختہ یقین کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد زندہ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور اپنے اعمال کی جزا سزا سے دوچار ہونا ہے۔ جب انسان کے دل پر یہ چیز نقش ہو جاتی ہے۔ تو وہ اسے گناہوں کا اسیر ہونے سے روک دیتی اور نیکیوں کی طرف متوجہ کر دیتی ہے۔ اور اس طرح وہ خدا تعالیٰ کی رضوان کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔

(۹) حج کا نواں فائدہ یہ ہے کہ اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بے شمار قربانیاں دی جاتی اور جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ جو حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کی یاد ہیں۔ جس کی مثال دنیا میں اور کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ یہ قربانیاں انسان کو اس امر کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ کہ انسان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی حیوانیت اور نفسانی خواہشات کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کرے ان کے بغیر انسان اپنی روحانیت میں ترقی نہیں کر سکتا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی اعلیٰ رضا کا مقام پا سکتا ہے۔ ان قربانیوں سے اسے اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ کہ اگر کسی وقت مسلمانوں کو اسلام اور اپنی قوم کی خاطر اپنی جانوں کی قربانیوں کی ضرورت پیش آوے تو وہ اس رنگ میں بے دریغ پیش کر سکیں اور خدا تعالیٰ کے رستہ میں اپنا خون بہانے کے لئے ہر وقت آمادہ و تیار رہیں۔ اور وقت آنے پر بکروں کی طرح اپنے آپ کو ذبح ہونے کے لئے پیش کر دیں۔

(۱۰) حج کا دسواں فائدہ یہ ہے کہ اس سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیلؑ سے م

بقیہ زندہ خدا۔ زندہ رسول صلعم

روشن چراغ ہی سے دوسرے چراغ روشن ہو سکتے ہیں زر و جواہر کا مالک ہی دوسرے کو مالا مال کر سکتا ہے۔ ورنہ ایک فقیر قلاش کیا خاک جود و سخا کا نمونہ دکھا سکتا ہے پس آؤ اور زندہ مذہب کی تلاش کرو۔ اور اسکے لئے اپنی ہمتوں کو خرچ کرو۔ سنو سنو اور کان لگا کر سنو کہ موجودہ زمانہ کے مصلح اور ریفارمر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک طالب حق کیلئے ضروری ہے کہ اس جہان میں آنکھوں کا نور تلاش کرے اور اس زندہ مذہب کا طالب ہو جس میں زندہ خدا کے انوار نمایاں ہوں وہ مذہب مردار ہے جس میں ہمیشہ کیلئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہیں۔ کیونکہ وہ انسانوں پر یقین کی راہ بند کرتا ہے اور ان کو قصوں کہانیوں پر چھوڑتا ہے۔ اور اُن کو خدا سے نومید کرتا اور تاریکی میں ڈالتا ہے۔ اور کیونکر کوئی مذہب خدا نما ہو سکتا ہے اور کیونکر گناہوں سے چھڑا سکتا ہے۔ جب تک کوئی یقین کا ذریعہ اپنے پاس نہیں رکھتا۔ اور جب تک سورج نہ چڑھے کیونکر دن چڑھ سکتا ہے"۔ (نزول المسیح صفحہ ۹۱)

اور فرمایا۔

"اسلام ایک ایسا بابرکت اور خدا نما مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص سچے طور پر اسکی پابندی اختیار کرے اور ان تعلیموں اور ہدایتوں اور وصیتوں پر کاربند ہو جائے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں مندرج ہیں تو وہ اسی جہان میں خدا کو دیکھ لے گا"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۷)

اسجگہ اس بات کا ذکر کر دینا نہایت ضروری ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام ہی اصل مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ اور اسلام ہی ایک زندہ مذہب اور خدا نما مذہب ہے، تو اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ دیگر جملہ مذاہب نعوذ باللہ جھوٹے اور فضول ہیں۔ بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی مذہب بھی ایسا نہیں جس میں کوئی خوبی نہ ہو۔ ہمارا مطلب تو صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ خوبیاں جو دیگر مذاہب میں متفرق طور پر پائی جاتی ہیں۔ ان سب کو اسلام نے نہایت خوبصورت پیرایہ میں پیش کیا ہے۔ اسلئے جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں۔ تو اس میں دنیا کے تمام مذاہب کی اچھائیوں کو برابر شریک قرار دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایک زائد بات یہ بھی کہتے ہیں کہ احمدیت اس حقیقی اسلام کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے۔ اسلئے کہ احمدیت ایک زندہ خدا کو پیش کرتی ہے اور ایک زندہ رسول کے دامن سے وابستگی کا حکم دیتی ہے۔ اور ایک زندہ مذہب کی راہ دکھاتی ہے۔

آخر میں اپنے مضمون کو موجودہ زمانہ کے مصلح اور ریفارمر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی اپنی عبارت پر ختم کرتا ہوں جس میں آپ نے ان تینوں امور یعنی "زندہ خدا" "زندہ رسول" اور "زندہ مذہب" کو جامع مانع الفاظ میں بیان کیا اور ان تمام باتوں کو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر ذکر کیا اور اپنے تئیں ایک زندہ گواہ کے طور پر پیش کیا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشی ہے۔ وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔

وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اتارنے والا پانی جس سے اس برز ہستی کا درشن ہو جاتا ہے۔ خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اُٹھے اور تلاش کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں ....

....

اے عزیزو! اے پیارو کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا۔ کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا پھر بعد اسکے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگا دے اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کر دے بلکہ اسکے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں اُن کو اُن کی راہوں سے ڈھونڈو تب وہ آسمان سے تمہیں ملیں گے وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہیئے کہ افتاں و خیزاں اس چشمہ تک پہنچو پھر اپنا منہ اُس چشمہ کے آگے رکھ دو۔ تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ۔

انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے کہ جہاں اس روشنی کا پتہ لے اسی طرف دوڑے اور جہاں اس گم گشتہ دوست کا نشان پیدا ہو اس راہ کو اختیار کرے"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۱ تا صفحہ ۱۲۴)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ خاکسار

(محمد حفیظ بقاپوری)

ہم کلام ہوتا رہا اور ان کو اپنے الہام اور وحی سے سرفراز فرماتا رہا۔ گویا اس کلام کی صدائے بازگشت ابتک گونجتی سنائی دیتی ہے اور یہ چیز خدا تعالیٰ کے بولنے اور اپنے پیارے بندوں سے ہمکلام ہونیکا زندہ گواہ ہے اسکے ذریعہ سے خدا کی صفت تکلم کا ثبوت ملتا ہے جسکے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے دور ہونے والے لوگ منکر ہیں۔ (دیکھو باقی ...)

زندہ خدا — زندہ رسول — زندہ مذہب

(۲)

یہاں تک ہم اس بات کو کسی حد تک واضح کر چکے ہیں کہ ایک خالق و مالک زندہ خدا موجود ہے اور اس کی زندگی کا سب سے بڑا ثبوت دنیا میں یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے خاص الخاص بندوں کو اپنے تازہ مکالمہ مخاطبہ اور الہام سے مشرف فرماتا ہے۔

اب ہم مضمون کے دوسرے حصہ کو لیتے ہیں۔ کہ وہ خوش بخت بندگان الٰہی جو رسول۔ نبی۔ رشی۔ منی وغیرہ وغیرہ اسمائکے ساتھ پکارے جاتے ہیں۔ ان کے حالات اور کوائف کیا ہیں۔

اس سوال کا کہ یہ لوگ دنیا میں کیوں آتے ہیں؟ اُن کی ہمیں کیا ضرورت ہے۔ وہ دنیا میں آکر کیا کام کرتے ہیں؟ مختصر جواب یہ ہے کہ دنیا میں ڈاکٹر اور طبیب اور ویدکیوں بلائے جاتے ہیں؟ ان کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ بس جو ان کی ضرورت اور اُن کا کام ہے وہی ان روحانی طبیبوں کا سمجھ لو بلکہ اُن سے کہیں بڑھ چڑھ کر۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان جسم اور روح کا مرکب ہے یہ مٹی کا پتلا ہمارا جسم کہلاتا ہے اور جو اس میں جان اور بھلائی برائی کو امتیاز کرنے والی چیز ہے۔ وہ آتما یعنی روح کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ جس طرح ہمارے جسمانی نشو و نما کے لئے خداوند عالم نے ہر قسم کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اور اس کے علاج معالجہ کے لئے طرح طرح کی دوائیں اور بوٹیاں وغیرہ بنائی ہیں۔ اسی طرح اس نے انسانی آتما اور روح کی نشو و نما اور اس کی اصلاح کے لئے بھی روحانی طور پر سامان کر رکھے ہیں۔ دنیا میں جوں جوں بیماریاں بڑھتی ہیں انہیں کے مطابق لائق اور سمجھدار طبیبوں اور ڈاکٹروں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ایسے ہی روحانی گندگی اور میل کچیل کو دور کرنے اور انسانی دل کو صاف اور پوتر بنانے کی غرض سے ان کی بعثت ہوتی ہے۔ تا ہر قسم کی آلائش سے پاک کر کے ایک بندے کا تعلق اس کے پرماتما اور خدا کے ساتھ قائم کر دیں۔

ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر شخص اس قابل تو نہیں ہوتا کہ ہر مشکل گتھی کو سلجھا سکے۔ بسا اوقات ایک شخص کسی بات کے حل کرنے میں ہزار جتن کرتا ہے۔ مگر جونہی اس بات کو کسی ایسے آدمی کے سامنے رکھتا ہے جو قابلیت میں اس سے بڑھ کر ہے تو وہ منٹوں ہی میں اسے حل کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس بات کے متعلق ہمارا روزمرہ کا تجربہ شاہد ہے۔ ایک طالب علم روزانہ اپنے حساب و الجبرا میں اسے آزماتا ہے۔ اور ایک ماہر کاریگر اپنی صناعت میں اس پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

لق و دق صحراؤں۔ گھنے جنگلوں پُر خطر رستوں میں کون ہے جو بغیر راہنما اور راہبر کے چلے۔ پھر کیا حال ہے۔ اُس انسان کا جو خدا کی شناخت میں وحدانیت کے علوم میں۔ نفوس کی اصلاح میں کسی ہادی کامل کی راہنمائی سے انکار کرتا ہے؟ کیا سب لوگ یکساں طور پر خدا تعالےٰ کے قرب اور اُس کی رضامندی کی راہوں کی تلاش کر سکتے ہیں یا سب کے سب ایک ہی منوال اور طریق پر اصلاح نفوس میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ نہیں۔ مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ قانونِ قدرت اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ علم روحانی میں بھی ایسے پیشواؤں اور رہنماؤں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی اعلیٰ بصیرت کے ساتھ دوسروں کی رہبری کر سکیں۔ اور اپنی روشن ضمیری کے ساتھ ان کو رستہ دکھا سکیں۔

اور جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ انسان کی سب سے بڑی اور اصل غرض خالق و مالک کی پہچان اور اُس کی رضا کا حصول ہے۔ سو یہی پاکبازوں کی جماعت آتی ہے۔ اور ایک دنیا کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتی ہے۔ جس نے اُن کے دامن کو پکڑ لیا نجات پا گیا۔ اور جو اس دامن کو چھوڑ دیتے ہیں اور اُس کی پرواہ نہیں کرتے وہ اپنا انجام خود دیکھ لیتے ہیں۔

جب سے دنیا کا یہ سلسلہ جاری ہوا خدا تعالےٰ کا یہی ابدی قانون جاری ہے۔ آج تک ہزاروں انبیاء اور رشی منی اس جہان میں آئے اور اپنے اپنے زمانہ میں کامیاب زندگی گذار گئے۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ اس وقت وہ کون سا زندہ رسول اور نبی ہے جس کی شمع ہدایت سے اب بھی ہم اپنے دل کے چراغ روشن کر سکتے ہیں۔

بلاشبہ زندہ رسول اور زندہ نبی وہی ہے جس کا فیضان اب تک جاری ہے جس کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے سے اب بھی وہی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جو اُس کی زندگی اور اُس کی دنیا میں موجودگی کے زمانہ میں اُس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو حاصل ہوتے تھے۔ افاضہ روحانی اور برکت آسمانی۔ وہ تازہ اور زبردست نشانات ہیں جن سے زندہ رسول کو پہچانا جاتا ہے۔ ورنہ پدرم سلطان بود کہہ کر کون بڑا نہیں ہو سکتا۔ قصے اور کہانیاں سنانے میں کون پیچھے رہ سکتا ہے۔

پس ان تمام خوبیوں کا مالک اُن تمام صفات سے متصف اس جاہ و جلال کا نبی اور زندہ اور برگزیدہ رسول حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

یہ محض خوش فہمی نہیں۔ اور نہ کسی دیوانے کی بڑ۔ بلکہ یہ ایک ایسا دعوےٰ ہے جو اپنے ساتھ دلائل رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر ہزاروں دلائل قائم ہیں۔ بلاشبہ آپ ایک زندہ نبی ہیں اسلئے کہ:۔

۱۔ آپ کی لائی ہوئی تعلیم اب تک زندہ ہے۔ آپ کا فیضان برابر جاری ہے۔

۲۔ آپ کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنے والا کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔

آپ ہی کی قوت قدسی کا نتیجہ تھا کہ عرب کے وحشیوں کو انسان اور انسانوں سے با اخلاق انسان اور پھر با خدا انسان بنا دیا گیا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ روحانی فیضان نہ صرف پہلے زمانہ میں جاری تھا۔ بلکہ اب بھی برابر جاری ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا:۔

"یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں۔ اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے۔ کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے۔ اُس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ زندہ خدا مل جاتا ہے ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس کے اور اُس کے دین سے اور اُس کے محب سے محبت کرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اُس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۱۷)

۳۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک پہلو محفوظ اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں سارے جہان کی رہنمائی کرتا ہے آج روئے زمین پر اس خوبی میں کسی کو مقابل پر دم مارنے کی گنجائش نہیں۔

۴۔ زندہ خدا کے زندہ معجزات و نشانات آپ ہی کے توسط سے ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کے مصلح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور اُن کی اُمت خالی اور تہیدست ہے صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے۔ بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین امت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں اسی وجہ سے مذہب اسلام زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندۂ حضرت عزت موجود ہے۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸)

پھر فرمایا:۔

"یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان کہتے ہیں کہ عیسےٰ آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ زندہ ہونے کی علامات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس نبی کے ذریعہ دیکھ لیا۔ اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اسی نبی کی برکت سے کھولا گیا ہے۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ

مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔"
(چشمۂ مسیحی صـ ۲۳ و صـ ۲۴)

اس وقت خدا تعالیٰ کی توحید یعنی محض آپ ہی کے ذریعہ مل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام نے اپنے پیارے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی انہیں باتوں میں تعریف کی اور انہیں اوصاف میں ایک زندہ رسول کے رنگ میں پیش کیا آپ فرماتے ہیں:-

"ہم کافر نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اُسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اُسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اُس کے نور سے ملی ہے۔ اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اُسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے۔ اور اُس وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں۔ جب تک ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔"
(حقیقۃ الوحی صـ ۱۱۳ و صـ ۱۱۸)

نیز فرمایا:-

"بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اُس کے دل میں داخل ہوتی ہے۔ اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صـ ۱۱۸)

زندہ مذہب

اب ہم مضمون کے تیسرے حصہ کی طرف آتے ہیں۔ یعنی "زندہ مذہب" قبل اس کے کہ اس پر مفصل روشنی ڈالی جائے مذہب کے معنے اور اُس کی غرض وغائت اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئیے۔ تا بعد میں اس بات کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ کون سا مذہب زندہ کہلانے کا مستحق ہے اور کون سا نہیں۔ اس لئے کہ جو مذہب بھی اس وقت اس غرض کو پورا کر رہا ہے بلاشبہ وہ زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ وہ زندگی کی علامات اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

سو یاد رکھنا چاہئیے کہ مذہب عربی زبان کا ایک لفظ ہے۔ جس کے معنی رستہ۔ سبیل۔ طریق منہاج اور شریعت ہیں۔ گویا عربی زبان کے لحاظ سے وہ قواعد جو انسان کو اخلاقی طور پر نہ کہ جسمانی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیں اس کا نام مذہب ہے۔ اب رہا یہ کہ وہ قواعد کہاں پہنچاتے ہیں۔ اس کی نسبت سب مذاہب متفق ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہے جس تک پہنچانا مذہب کا فرض ہے۔ اس کے سوا مذہب کی اور کوئی غرض نہیں۔ مذہب کی غرض تجارت کے قواعد بنانا نہیں۔ کہ جس مذہب کے لوگوں میں تجارت زور شور کی ہو اُن کا مذہب سچا سمجھ لیا جائے۔ مذہب کی غرض دولت نہیں کہ جن لوگوں کے پاس مال زیادہ ہو اُن کے مذہب کو سچا کہا جائے۔ مذہب کی غرض حکومت نہیں کہ جن لوگوں کے پاس ملک زیادہ ہوں اُن کے مذہب کو درست سمجھ لیا جائے۔ بلکہ مذہب کی غرض یہ ہے کہ وہ ایک ایسی سڑک بتاوے جس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ جائے۔ پس جو مذہب بھی اس وقت اس غرض کو پورا کر رہا ہے۔ بلاشبہ وہ ایک زندہ مذہب ہے۔ اور زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔

قبل اس کے کہ اس امر پر قدرے تفصیلی بحث کی جائے۔ اس بنیادی سوال کو حل کرنا ازبس ضروری ہے کہ آخر مذہب کی ضرورت ہی کیا ہے اور (اس) سے کیا فائدہ ہے؟

اگرچہ مذہب کے معنوں اور اس کی غرض کے بیان میں ہی اس سوال کا جواب مختصر طور پر آگیا ہے۔ تاہم ذرا تفصیل سے مذہب کی چند فوائد ذکر کئے جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ دنیا کے ہر آباد حصہ میں کسی نہ کسی طریق کے قانون حکومت موجود ہیں۔ خواہ اُن میں باقاعدہ منظم حکومتیں قائم ہوں یا قبائلی اثر کے ماتحت چند لوگ اکٹھے بود و باش رکھتے ہوں۔ ضرور ہے کہ وہ چند قوانین کے پابند ہوں۔ اور بعض اصولوں پر کاربند ہوں۔ گویا یہ فطرتِ انسانی کی احتیاج ہے جس نے تمام روئے زمین پر بسنے والوں سے قانون کی ضرورت کو تسلیم کرا لیا ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ دنیا کا طریقِ عمل بھی یہی بتا رہا ہے کہ کوئی ملک بغیر قانون کے چل نہیں سکتا۔ اور نہ کوئی حکومت قانون کو نظر انداز کر کے قائم رہ سکتی ہے۔

پھر دیکھو ظاہری قانون تو صرف انسان کے ظاہری افعال پر حکم لگا سکتے ہیں انسانی ارادوں اور نیتوں پر اُن کا کچھ کنٹرول نہیں لیکن اس کے برعکس شریعت کی حکومت تمام دوسرے قوانین کے ساتھ ساتھ انسانی قلوب پر بھی ہے۔ مثلاً ایک شخص جس نے قتل کا ارادہ تو کیا یا چوری کا ارادہ تو کیا۔ مگر اُس کا قتل یا چوری کرنا ثابت نہیں۔ ایسی حالت میں ظاہری قانون اس پر کسی طرح کی گرفت نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک مذہب ہی ہے جو دل کی صفائی کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جب کسی نے کسی فعل کا پختہ ارادہ کر لیا اور اُس کے لئے طریق سوچنے لگا۔ تو وہ فعل اُس سے سرزد ہو گیا۔ چاہے ظاہر میں وہ فعل واقع ہو یا نہ ہو شریعت ایسے انسان کو یہی کہتی ہے کہ تو توبہ کر کیونکہ تو نے اپنی روح کو بیمار کر لیا ہے۔

پس اگر دنیا میں مذہب نہ ہوتا تو دل کی صفائی نہ ہوتی۔ اور دنیا سے نیکی بالکل مفقود ہو جاتی۔ اس لئے دل کی صفائی اور نیکی کے وجود کو قائم رکھنے کے لئے مذہب کی ازحد ضرورت ہے۔ پھر مذہب کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مذہب ایک عالمگیر اخوت پیدا کرتا ہے۔ ہر ایک ملک کے قوانین اُس ملک کے باشندوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ کسی ایک ملک کا رہنے والا دوسرے ملک کے قانون کو تسلیم نہیں کر سکتا مثلاً انگلستان میں بسنے والا جرمنی کے قانون کا پابند نہیں اور امریکہ کا باشندہ انگلستان کے قوانین کا پابند نہیں۔ لیکن مذہب ہی واحد ذریعہ ہے تمام دنیا کو ایک سلک میں منسلک کرنے کا۔ وہی سب کو ایک ہاتھ کے نیچے جمع کر سکتا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مذہب کو اس بات سے کچھ سروکار نہیں کہ کوئی گورا ہے یا کالا۔ سرد ملک کا باشندہ ہے یا گرم ملک میں رہنے والا۔ فلاں ہندوستانی ہے یا انگریز وہ تو یہی کہتا ہے کہ سب خدائے واحد کے بندے ہیں اور انسانیت میں سب ہی برابر ہیں۔ اس چیز میں کسی کو امتیاز حاصل نہیں۔ پس یہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ ساری دنیا متحد و متفق ہو سکتی ہے۔ اور تمام اختلافات ایک آن کی آن میں مٹ جاتے ہیں!!

تیسرا فائدہ مذہب سے یہ ہے کہ وہ ہر فرد کی انفرادی ترقی کا راستہ کھلا رکھتا ہے۔ مگر مذہب کے بغیر اور کوئی ذریعہ نہیں جس کے ماتحت انفرادی طور پر ترقیات حاصل ہو سکیں۔ خوب سوچ کر دیکھ لو اور اس وقت جس قدر تھیوریاں بڑے بڑے فلاسفروں کی طرف سے پیش کی جا رہی ہیں۔

خواہ وہ بالشوزم۔ کمیونزم۔ امپیریلزم وغیرہ کے رنگ میں ہوں سب میں کمیونٹی کمال تک پہنچ سکتی ہے۔ مگر افراد انفرادی رنگ میں اپنا کمال حاصل نہیں کر سکتے ان کی مثال ان جھاڑیوں کی سی ہوتی ہے۔ جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اُگتی اور تمازتِ آفتاب سے جھلس کر فنا ہو جاتی ہیں۔ یا اُن کی مثال اُن بیلوں کی سی ہوتی ہے۔ جو جنگلوں میں اُگتے اور بیابانوں کو اپنی بہار دکھا کر مرجھا جاتے ہیں مگر مذہب ایک ایسی چیز ہے جو نہ صرف جانوروں بلکہ بے جانوں کے لئے بھی عروج کے سامان مہیا کرتا ہے۔ اور ہر فرد کو اس کی تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ وہ سبزیاں اور ترکاریاں جو بظاہر نہایت ہی ادنیٰ حالت میں ہوتی ہیں۔ جب انسان انہیں کھا لیتا ہے تو مذہبی نقطۂ نگاہ کے ماتحت اُنہیں بھی ایک عروج حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بھی انسانی روح کے ساتھ مل کر خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہے۔

یہ چیز ہے جسے مذہب پیش کرتا ہے۔ اس میں اسلام کی تخصیص نہیں۔ کسی مذہب و ملت کی تعلیم [illegible] لو ہر مذہب یہی بات پیش کرتا ہے۔ کہ اس میں ہر فرد کی ترقی کے راستہ کو کھولا گیا ہے۔

الغرض ان فوائد اور اغراض کو دیکھ کر یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ ہمیں اپنی ہدایت و راہنمائی کے لئے مذہب کی ازحد ضرورت ہے۔ تو پھر کسی ایسے مذہب کی تلاش کرنا بھی لابدی ہے جو

"زندہ مذہب" ہو

تا ہماری کوشش بھی ٹھکانے لگے اور کسی کے دامن کو پکڑ کر کہیں پہنچ سکیں۔ قرآن کریم نے کیا ہی خوب فرمایا:-

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۝ إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝ (فاطر ع ۳)

یعنی زندہ اور مردہ برابر نہیں۔ اس حقیقت سے صرف خدا ہی کی ذات جسے چاہے آگاہ کر سکتی ہے۔ ورنہ جو قبروں میں مرے پڑے ہیں۔ تم انہیں سنانے سے قاصر ہو۔ ہاں جب تک یہ اپنی جہالت کی قبروں سے نکل نہ آویں تیری بات ان پر کیا اثر رکھتی ہے۔ بہرحال تیرا کام انہیں ہوشیار کرنا ہے۔ سو تو کرتا رہ۔ بے شک ہم نے تو تجھے ہر دو طریق پر بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس قسم کا مامور تو ہی اکیلا نہیں بلکہ ہر اُمت میں ایسے ہوشیار کرنے والے گذر چکے ہیں۔ پس سمجھدار کا کام ہے کہ زندہ کو تلاش کرے۔ اور زندگی بخش چشمہ کے لئے بے تاب ہو۔ اور اس کی جستجو میں لگا رہے کہ ایک زندہ ہی دوسروں کو زندگی بخش سکتا ہے

(باقی دیکھیں صـ کالم نمبر ۳ و ۴)

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور ان کی مالی ذمہ داریاں!

یکم مئی ۱۹۵۱ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۵۲ء تک جماعتوں کے بجٹ ... کی طرف سے اس کے مقابل پر موصول شدہ چندوں اور ۳۰/۴/۵۲ء کو جو بقایا ان کے ذمہ رہ جاتا ہے۔ اس کی فہرست جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے ذیل میں شائع کرائی جاتی ہے۔ اگر کسی جماعت کے نزدیک ان کے حساب اور اس حساب میں کوئی فرق ہو تو اسکی اصلاح کرالیں۔

بقایا دار جماعتوں کے عہدہ داروں کو چاہئے کہ وہ اپنی جماعت کے بقایا داروں کو لازمی چندہ جات کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے ذمہ کے بقایا کو جلد از جلد ادا کرنے کی طرف توجہ دلائیں اور کوشش کریں کہ ان کی جماعت کے ذمہ کا بقایا جلد صاف ہو جائے۔

سالِ حال یعنی یکم مئی ۱۹۵۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۵۳ء تک کے بجٹوں کی تفصیل تمام جماعتوں کو بھجوائی جا چکی ہے۔ عہدہ داران کو چاہئے کہ وہ ابھی سے اس رنگ میں جد و جہد کریں کہ ان کا بجٹ آخر مالی سال تک سو فیصدی پورا ہو جائے۔ اور ان کے ذمہ کوئی بقایا نہ رہے۔ اگر چندہ دہندگان اور عہدہ داران پورے طور پر کوشش کریں اور تعاون سے کام لیں اور ماہوار باقاعدگی سے چندہ جات کی ادائیگی ہوتی رہے تو پھر بقایا جات قائم نہیں رہ سکتے۔

اس وقت سلسلہ جن نازک مراحل میں سے گذر رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور ان کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اس موقعہ پر خدائی انعامات کو حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی پسندیدہ جماعت ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے فرائض کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے پہلے سے زیادہ جوش، ہمت اور رغبت کے ساتھ مالی قربانیوں میں حصہ لیں تا ہم ان انعامات کے مستحق ثابت ہوں جو اس زمانہ میں قربانیاں کرنیوالی جماعت کیلئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

نام جماعت	بجٹ ۱۹۵۲ء				وصولی				بقایا				کیفیت
	چندہ عام و حصہ آمد و بقایا	چندہ جلسہ سالانہ	چندہ تحریک ستمبر	میزان	چندہ عام و حصہ آمد و بقایا	چندہ جلسہ سالانہ	چندہ تحریک ستمبر	میزان	چندہ عام و حصہ آمد و بقایا	چندہ جلسہ سالانہ	چندہ تحریک ستمبر	میزان	
حلقہ اڑیسہ													
بھدرک	۵۶۰-۱۵-۰	۳۹-۶-۰	-	۶۰۰-۵-۰	۳۰-۰-۰	۱۹-۱۰-۰	-	۴۸-۱۰-۰	۵۴۰-۱۵-۰	۱۰-۱۲-۰	-	۵۵۱-۱۱-۰	
کرڈاپل	۱۲۴۰-۹-۰	۴۰-۱۴-۰	-	۱۲۸۱-۷-۰	۴۱۲-۱۱-۰	۱۴-۱۵-۰	-	۴۲۷-۱۰-۰	۸۲۷-۱۴-۰	۲۵-۱۵-۰	-	۸۵۳-۱۳-۰	
کٹک	۳۰۹۰-۱۲-۰	۸۳-۸-۰	-	۳۱۷۴-۴-۰	۳۰۰-۰-۰	-	-	۳۰۰-۰-۰	۲۷۹۰-۱۲-۰	۸۳-۸-۰	-	۲۸۷۴-۴-۰	
سری پار	۲۳۴-۱۲-۰	۲۰-۴-۰	-	۲۵۵-۰-۰	۹۸-۸-۰	۲۰-۴-۰	-	۱۱۸-۱۲-۰	۱۳۶-۴-۰	-	-	۱۳۶-۴-۰	
پوری	۹۷۶-۲-۰	۶۶-۴-۰	-	۱۰۴۲-۶-۰	۵۶۵-۱۱-۰	۳۲-۴-۰	-	۵۹۷-۱۵-۰	۴۱۰-۷-۰	۳۴-۰-۰	-	۴۴۴-۷-۰	
کیرنگ	۳۹۰۹-۸-۹	۱۵۸-۱۲-۰	-	۴۰۶۸-۴-۹	۴۷۴-۲-۰	۷۰-۲-۰	-	۵۴۴-۴-۰	۳۴۳۵-۶-۹	۸۸-۱۰-۰	-	۳۵۲۴-۰-۹	
کوٹ بتہ	۶۱-۴-۰	۶-۲-۰	-	۶۷-۶-۰	۲۴-۰-۰	-	-	۲۴-۰-۰	۳۷-۴-۰	۶-۲-۰	-	۴۳-۶-۰	
کندرا پاڑہ	۶۲۵-۰-۰	۲۷-۱۱-۰	-	۶۵۲-۱۱-۰	۴۵-۱۴-۰	۴-۰-۰	-	۴۹-۱۴-۰	۵۷۹-۲-۰	۲۳-۱۱-۰	-	۶۰۲-۱۳-۰	
ڈھینکانال	۱۸۸۵-۸-۰	۹۰-۱۲-۰	-	۱۹۷۶-۴-۰	۱۵۲-۱۳-۰	-	-	۱۵۲-۱۳-۰	۱۷۳۲-۱۱-۰	۹۰-۱۲-۰	-	۱۸۲۳-۷-۰	
ایم پی جگدپور	۱۰۸۱-۱۱-۰	۹۳-۱۱-۰	-	۱۱۷۵-۶-۰	۱۵۱-۱۲-۰	۴۴-۰-۰	-	۱۹۶-۰-۰	۹۲۹-۱۵-۰	۱۹-۷-۰	-	۹۴۹-۶-۰	
سنبل پور	۱۳۱-۱۵-۰	۱۲-۱۱-۰	-	۱۴۴-۱۰-۰	۲۷۵-۳-۰	-	۲/	۲۷۵-۳-۰	(-)۱۴۳-۴-۰	۱۲-۱۱-۰	-	(-)۱۳۰-۹-۰	
سرونتھاں	۲۹۶-۷-۰	۱۹-۱۴-۰	-	۳۱۶-۵-۰	۱۱۵-۲-۰	-	-	۱۱۵-۲-۰	۱۸۱-۵-۰	۱۹-۱۴-۰	-	۲۰۱-۳-۰	
حلقہ گوڑا	۵۲۷-۲-۰	۵۵-۱۴-۰	-	۵۸۳-۰-۰	۲۵۴-۱-۰	۶۵-۸-۰	-	۴۲۰-۲-۰	۱۷۲-۸-۰	(-)۹-۱۰-۰	-	۱۶۲-۱۴-۰	
زنگاؤں	۱۸۸-۳-۰	۱۲-۰-۰	-	۲۰۰-۲-۰	۹-۱۲-۰	۲-۰-۰	-	۱۱-۱۲-۰	۱۷۸-۶-۰	۱۰-۰-۰	-	۱۸۸-۶-۰	
ارکہ پٹنہ	۱۳-۱۴-۰	۱-۲-۶	-	۱۵-۰-۵	-	-	-	-	۱۳-۱۴-۰	۱-۲-۶	-	۱۵-۰-۶	
حلقہ بمبئی													
بمبئی	۴۹۲۵-۷-۰	۲۹۵-۱۲-۰	-	۵۲۲۱-۳-۰	۱۱۲۹-۱۵-۰	۴۵-۰-۰	-	۱۱۷۴-۱۵-۰	۳۷۹۵-۸-۰	۲۵۰-۱۲-۰	-	۴۰۴۶-۴-۰	-

احمدیت کی ترقی اور معاندین احمدیت کا برا انجام (بقیہ صفحہ)

تا فدا [illegible] آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھا جائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اُسے جہنم تک پہنچائیگی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اسکے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی اور دنیا اُن سے کراہت سے پیش آئیگی وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائینگے۔" (الوصیت)

معاندین احمدیت کا انجام

(۹) "لیکن یاد رکھو کہ یہ گالیاں جو ان کے منہ سے نکلتی ہیں اور یہ تحقیر اور یہ توہین کی باتیں جو اُن کے ہونٹوں پر چڑھ رہی ہیں اور یہ گندے کاغذ جو حق کے مقابل پر وہ شائع کر رہے ہیں یہ اُن کے لئے ایک روحانی عذاب کا سامان ہے جس کو اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا ہے۔ دروغگوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دینگے یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرضِ التوا میں ڈالدیں گے جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو اس طریق سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جائینگے اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلت اور شکست اٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رسوائی درپیش ہے۔ خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گی۔" (نزول المسیح)

(۱۰) "اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا کسی سچے وفادار کو خدا نے ذلت کیساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ ضائع کر دیگا کبھی نہیں ضائع کریگا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ ہونگے اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اسکی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلاء نہیں کروڑ ابتلاء ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت

دی گئی ہے۔" (انوار الاسلام)

(۱۱) "میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے۔ اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا۔" (ضرورۃ الامام۔ تذکرہ)

(۱۲) "ہاں خوب یاد رکھو اور اس کو سچ سمجھو کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور میں جانا ہے۔ پس اگر ہم عمدہ حالت میں یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔ تو ہمارے لئے مبارک اور خوشی ہے۔ ورنہ خطرناک حالت ہے۔ یاد رکھو کہ جب انسان بری حالت میں جاتا ہے تو مکان بعید اس کے لئے یہیں سے شروع ہوتا یعنی نزع کی حالت ہی سے اس میں تغیر شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی یعنی جو شخص مجرم بن کر آوے گا۔ اس کے لئے ایک جہنم ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ مجرم وہ ہے جو اپنی زندگی میں خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق کاٹ لیوے۔ اس کو تو حکم تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاتا اور صادقوں کے ساتھ ہو جاتا مگر وہ ہوا و ہوس کا بندہ بن کر رہا اور شریروں اور دشمنانِ خدا اور رسول سے موافقت کرتا رہا گویا اس نے اپنے طرز عمل سے دکھایا کہ خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کر لیا ہے۔"

(ملفوظات امام زمان)

آخر میں سنجیدہ طبقہ سے عرض کروں گا۔ کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی اسلام کا نام ہی احمدیت ہے۔ اس لئے احمدیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

عشرت خاتون صاحبہ مرحومہ کے حالاتِ زندگی!

میری اہلیہ عشرت خاتون صاحبہ مرحومہ شادی کے وقت غیر احمدی تھیں۔ ۱۹۰۸ء میں بعہدِ خلافت سعادت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے بیعت کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن اخراجات سفر نہ ہونے کے باعث اس وقت میں قادیان نہ آسکا۔ اور نہ اُن کو ساتھ لا سکا۔ آخر خدا تعالیٰ نے خلافتِ ثانیہ کے بابرکت زمانہ میں ۱۹۱۴ء میں مجھے توفیق دی اور میں اپنی بیوی کو قادیان ساتھ لایا۔ اور انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ ۱۹۳۲ء میں وصیت کی توفیق پائی۔ نمبر وصیت ۳۸۲۱ تھا۔ ۱۹۳۳ء میں آٹھویں حصہ کے مبلغ ۵/۷ روپے نقد ادا کئے۔ اور ۱۹۳۵ء میں ساتویں حصہ کے مبلغ ۱۲/۱۱/۱۰ روپے مزید ادا کئے۔ خدا تعالیٰ نے مرحومہ کو تحریک جدید کے دور اول میں دس سال تک حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائی اور سرٹیفکیٹ بھی حاصل کیا۔

مرحومہ نماز روزہ کی پابند تھیں۔ اور حتی المقدور نماز تہجد بھی ادا کرتی تھیں۔ ۱۹۴۲ء میں قادیان میں آنے اور یہاں قیام کرنے کا موقعہ ملا۔ تقریباً ہر روز حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ حضرت سیدۃ النساء ان سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتی تھیں۔

اپنی زندگی میں بار بار یہ شدید خواہش کرتیں کہ کاش میں قادیان میں دفن ہو جاتی لیکن ساتھ ہی میری مالی مجبوریوں کا خیال آتا۔ اور چپ ہو جاتیں۔ فوت ہونے سے قبل کہا کہ میرا زیور بیچ کر خدا کی راہ میں دے دیا جائے۔ چنانچہ میں نے ان کی وفات کے بعد وہ زیور بیچ کر تقریباً دو صد چار روپیہ مرحومہ کی طرف سے تحریک جدید دور دوم میں ادا کر دیئے۔

مرحومہ گذشتہ سال رمضان شریف کی ۵ تاریخ کو شاہجہانپور میں اپنے حقیقی مولا سے ملیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

احباب اُن کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ اور میرے لئے بھی خاتمہ بالخیر اور رضاء الٰہی کے حصول کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار

محمد علی شاہجہانپوری حال قادیان

یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے اور اس کا تمام قوموں پر غالب آنا آسمان پر مقدر ہو چکا ہے۔

سال بھر تبلیغ

بڑی بڑی لائبریریوں اور پبلک بلڈنگز میں تبلیغی اغراض کے پیش نظر اخبار بدر جاری کئے جا رہے ہیں۔ آپ کو خدا نے مالی وسعت دے رکھی ہے صرف چھ روپیہ سالانہ کیساتھ ایک اخبار کے ذریعہ سال بھر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ہمیشہ قائم رہنے والا ثواب حاصل کریں سلسلہ کو ایسے معین کے تعاون کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

صدر صاحبان و سکرٹریان مال جماعتہائے ہند کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

کمیٔ عملہ کے باعث دفتر نظارت بہشتی مقبرہ گذشتہ انقلاب کے بعد ۱۹۵۰ء کے اواخر تک تو بالکل بند رہا۔ اس کے بعد بھی جب دفتر کھلا تو چونکہ کئی سال کا کام بقایا پڑا تھا اور عملہ بھی کافی نہ تھا۔ اس لئے کام کو جلد سرانجام نہ دیا جا سکا۔ اب کوشش کیا جا رہی ہے کہ بعض دوستوں کی طوعی خدمات حاصل کر کے اور ٹائم لگا کر اس کام کو جلد ختم کر کے موصیوں کو انکے حسابات بھجوائے جائیں مگر چونکہ اس بارہ میں بعض بلا تفصیل رقوم کے بارہ میں دقت پیش آ رہی ہے اور جبتک بلا تفصیل رقوم کی تفصیل نہ آجائے موصیوں کو حساب بھجوانا مشکل ہے اسلئے صدر صاحبان اور سکرٹریان مال جماعت ہائے ہند کی خدمت میں درخواست ہے کہ جب نظارت ہذا کی کوئی چٹھی پہنچے تو جلد از جلد اس کا جواب بھجوانے کی کوشش کریں۔ اور نظارت ہذا سے تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)